ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

اُردو کی نمائندہ خواتین ناول نگار

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ

نسائیت جسے انگریزی اصطلاح میں Feminism کہا جاتا ہے، لاطینی زبان کے لفظ Femina سے مشتق ہے۔ نسائیت دراصل ایک تحریک ہے، جس کا مقصد عورتوں کے حقوق و مفادات کے لیے کام کرنا، معاشرے کی مظلوم و بے بس خواتین کے مسائل کو منظر عام پر لانا ہے۔ مغرب سے رونما ہونے والی تحریکِ نسائیت کے اثرات دنیا بھر کے علوم وفنون کے ساتھ ساتھ اردو ادب پر بھی مرتب ہوئے۔ طبقہ نسواں کسی بھی معاشرے کا ایک اہم جز ہوتا ہے۔ حالانکہ مرد و زن دونوں ہی لازم و ملزوم ہیں۔ کائنات کا کوئی شعبہ ان کی نیرنگی سے خالی نہیں۔ علم و آگہی، ادب و صحافت ہر جگہ دونوں کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ ان شعبہ جات میں اگرچہ مرد نے اپنی اساس زیادہ مستحکم کی ہے لیکن عورت بھی مرد سے پیچھے نہیں رہی۔ فی زمانہ خواتین کا ایک بڑا طبقہ ہے جو مرد قلمکاروں کے شانہ بہ شانہ تشنگانِ شعر و ادب کو سیراب کرنے میں کوشاں ہے۔ اردو ناول نگاری کے فن کو مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین ناول نگاروں نے بھی پروان چڑھایا ہے۔ ہر چند کہ ناول نگاری کے میدان میں خواتین نے مردوں کے کافی عرصے بعد قدم رکھا لیکن اس کے باوجود اس صنف کے ارتقاء میں خواتین کا تعاون قابلِ ستائش ہے۔ کئی خواتین ناول نگار آج بین الاقوامی شہرت کی مالک ہیں۔ رشیدۃ النساء تا صالحہ عابد حسین، خواتین ناول نگاروں کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اردو ناول کا وقار بلند کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ اِن خواتین نے زندگی کے مسائل پر نہایت سنجیدگی سے لکھا اور خوب لکھا۔ ابتدائی دور کی اکثر خواتین ناول نگار مولوی نذیر احمد اور راشد الخیری کی ناول نگاری سے متاثر نظر آتی ہیں۔ اردو کے پہلے ناول مراۃ العروس کا موضوع لڑکیوں کی فلاح و بہبود اور تعلیمِ نسواں ہے اور نذیر احمد کے اس کے بعد کے کئی ناول بھی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی خانگی زندگی سے متعلق ہی ہیں اس لیے بیشتر خواتین ناول نگاروں نے نذیر احمد کی تقلید میں سماج کے ان سلگتے مسائل کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا اور نذیر احمد کی آواز کو خلق کی آواز بنانے کے لئے مستعد ہوگئیں۔ نذیر احمد کے ناول اگر تحریکِ نسواں کا نقطۂ آغاز ہیں تو رشیدۃ النساء کا ناول 'اصلاح النساء' اس تحریک کا پہلا ثمر اور نثر میں نسائی ادب کا نقطۂ آغاز ہے۔ 'اصلاح النساء' کو جو کہ ۱۸۸۱ء میں لکھا گیا اور ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا اردو ادب کا پہلا ناول تسلیم کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سیّد مظفر اقبال 'اصلاح النساء' کو خواتین کا اوّلین ناول ہونے کی حمایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔۔۔

> ''میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح النساء کا سنِ تصنیف ۱۸۸۱ء اور سالِ طباعت واشاعت ۱۸۹۴ء ہے، اس لیے اب یہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ وقار عظیم کا بیان درست نہیں ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ رشیدۃ النساء سے قبل کسی دوسری خاتون ناول نگار کا اب تک پتہ نہیں چلا ہے۔ اس اعتبار سے 'اصلاح النساء' کو ہی اردو میں خواتین کا اوّلین ناول قرار دیا جاسکتا ہے۔'' [1]

اوّلین دور کی نمائندہ ناول نگار رشیدۃ النساء نے ایک خوشحال اور روشن خیال گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ان کی پیدائش عظیم آباد پٹنہ میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے چند برس بعد ہوئی تھی۔ ان کی شادی ایک تعلیم یافتہ خاندان میں ہوئی۔ رشیدۃ النساء نے کبھی کسی باضابطہ اسکول یا کالج کی تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ انہوں نے گھر میں رہتے ہوئے کچھ لکھنا پڑھنا سیکھا۔ چونکہ خود بھی پڑھنے پڑھانے کی شوقین تھیں، اس لیے ان کی دلی خواہش تھی کہ قوم کی لڑکیاں بھی تعلیم یافتہ ہوں۔ ان کا خیال تھا کہ معاشرے میں پھیلی برائیوں اور ضعیف الاعتقادی کا اصل سبب جہالت ہے۔ وہ مردوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تعلیمِ نسواں کی زبردست حامی تھیں، ان کا ایقان تھا کہ کوئی بھی قوم اس وقت تک ترقی یافتہ نہیں ہوسکتی جب تک اس قوم کی عورت تعلیم یافتہ نہ ہو۔ یہ وہ زمانہ تھا جب لڑکیوں کی تعلیم عام نہیں تھی، لڑکیوں کو پڑھانا معیوب سمجھا جاتا تھا، بلکہ بعض دقیانوسی ذہنیت کے لوگ تعلیمِ نسواں کی زبردست مخالفت کر رہے تھے رشیدۃ النساء ایک سلجھی ہوئی، ذہین و فہیم خاتون تھیں۔ وہ عورتوں کی نفسیات سے بخوبی واقف تھیں۔ انہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں پند و نصائح کا

ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

...رخ نہ اختیار کرلے۔ اس لیے انہوں نے اپنے ناول میں براہِ راست نصیحت کے پیرائے سے گریز کرتے ہوئے قصے کہانیوں کے ذریعے اپنی ...پیش کرنے کا طرز اپنایا۔ اپنے ناول کے مقصدِ تصنیف کا اعتراف کرتے ہوئے مصنفہ 'اصلاح النساء' کے دیباچہ میں لکھتی ہیں۔۔۔۔

''سب نے کہا کہ آپ بہت ٹھیک کہتی ہیں، یہی سب باتیں بگاڑ اور بربادی کی ہوتی ہیں۔ اگر یہ سب باتیں نصیحت کے طور پر لکھی جائیں تو بڑا فائدہ ہوگا۔ ان کے کہنے سے مجھ کو خیال ہوا کہ ایک کتاب ایسی لکھیں جس میں ان رسموں کا بیان ہو جن کے باعث صدہا گھر تباہ ہوگئے، اور جو باعثِ فضول خرچ اور فساد کے ہیں، مگر مجھے خیال ہوا کہ ان باتوں کو نصیحت کے طور پر لکھنا میری حیثیت پر زیبا نہیں ہے بلکہ باتوں کو قصہ کے پیرایہ میں لکھنا ہر طرح سے مناسب ہوگا، یہ سوچ کر میں نے ان ہی کاموں اور جھگڑوں کو جو روزانہ ہر وقت ہر شریف خاندان میں ہوتے ہیں فرضی نام رکھ کر لکھنا شروع کیا۔'' ۲

ناول 'اصلاح النساء' کا اندازِ بیان دلکش، زبان نہایت سلیس، عام فہم اور روز مرّہ کے محاوروں سے پُر ہے۔ اپنے مقصدِ تعلیم نسواں کی تکمیل کے لئے رشیدۃ النساء نے اس ناول میں اشرف النساء کو ایک مثالی کردار بنا کر پیش کیا ہے۔ وہ چاہتی ہیں کہ قوم کی ہر لڑکی اشرف النساء سے تحریک پائے اور فرسودہ رسم ورواج اور ناخواندگی کو چھوڑ کر تعلیم کی طرف راغب ہوں۔ اس طرح رشیدۃ النساء ایک تعلیمی مُبلّغ اور سماجی مُصلح بن کر ہمارے سامنے آتی ہیں۔

رشیدۃ النساء کے اس جرات مندانہ قدم سے تحریک پا کر کئی خواتین ناول نگار اصلاح معاشرہ کے مقصد کے پیش نظر ان کی تقلید میں سامنے آئیں، جیسے صغرا ہمایوں، اکبری بیگم، نذر سجاد حیدر، حجاب امتیاز علی، طیبہ بیگم وغیرہ۔ ان خواتین ناول نگاروں نے اپنے زمانے کی عورت کی زبوں حالی اور ناخواندگی کی نہایت عمدہ عکاسی کی ہے، علاوہ ازیں خواتین کو غلط رسم ورواج سے اجتناب کرنے اور تعلیم کو اپنا مقصد بنانے کی ترغیب بھی دی ہے۔ عصرِ جدید کی خواتین ناول نگاروں میں ایک معتبر نام صالحہ عابد حسین کا ہے، جن کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ صالحہ عابد حسین کا جنم ۱۸، اگست ۱۹۱۳ء کو پانی پت میں ہوا۔ ان کا نام مصداق فاطمہ تھا۔ صالحہ عابد حسین کا تعلق اردو ادب کے خدمت گزار خانوادے سے تھا۔ وہ خواجہ الطاف حسین حالی کے بڑے بھائی خواجہ اخلاق حسین کی نواسی نیز خواجہ غلام السیّدین اور خواجہ احمد عباس کی بہن تھیں، اس نسبت سے زبان وادب ان کو ورثے میں ملا تھا۔ گھر کا ماحول لکھنے لکھانے والا تھا لہٰذا انہیں بھی لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ صالحہ کی شادی ممتاز محقق، دانشور، ادیب اور ڈرامہ نگار ڈاکٹر سید عابد حسین سے ہوئی۔ صالحہ عابد حسین نے نثر میں قابل قدر کام کیا ہے۔ افسانے لکھے، ڈرامے لکھے، ناول لکھے، سوانحی وہ ادبی مضامین بھی لکھے۔ نثر میں مختلف موضوعات پر انہوں نے پچاس سے زائد کتب تحریر کیں۔ صالحہ عابد حسین اپنے فن کو عورت کی آواز قرار دیتی ہیں۔ اپنی خود نوشت میں لکھتی ہیں۔۔۔۔

''میرے پاس صرف ایک ہی جواب ہے کہ بے شک میں عورت بھی ہوں اور ادیب بھی۔ مجھے 'عورت ادیب' ہونے پر احساسِ کمتری نہیں محسوس ہوتا۔ مجھے فخر ہے کہ میں عورت ہوں اور عورتوں کے مسائل کو اوّلیت دیتی ہوں اس لیے کہ عورت کے مسئلوں اور کٹھنائیوں اور مشکلات اور پریشانیوں ہی کو نہیں اس کے جذبات اور احساسات اور دل کی کیفیات کو بھی جس طرح ایک حسّاس فنکار عورت سمجھ سکتی ہے مرد کے بس کا روگ نہیں۔ اس کے لیے عورت یا محبوبہ ہے، یا دیوی ہے، یا طوائف ہے یا زیادہ سے زیادہ ماں ہے اور بیوی۔ خیر وہ تو قابل ذکر ہی کہاں ہوتی ہے۔ یہ ضرور ہے اردو ادب میں حالؔی جیسے شاعر اور انیسؔ جیسے مذہبی شاعر اور پریم چند جیسے ادیب بھی ہوئے ہیں جنہوں نے مرد کی آبرو رکھ لی اور عورت کی تصویر ادب وشاعری میں پیش کی جس کی مثال ملنا محال ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے زیادہ تر اس کے ظاہر کو دیکھا ہے، اس کے جذبات کو بھی محسوس کیا ہے مگر اس سے زیادہ گہرائی میں جانا، پوری عورت کو سمجھنا کسی مرد کے بس کی بات نہیں۔ بے شک

ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

میں نے بہت زیادہ عورت پر لکھا ہے، مگر عورت کے لیے نہیں۔ عورت کے مسائل اور اس کو سمجھنے کے لیے، ان کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے، مرد کو بھی ان کا پڑھنا اتنا ہی ضروری ہے جس طرح عورت کا۔ میری ہر چیز عورت کے ساتھ مرد کے لئے بھی ہوتی ہے اور میرے دو ناول تو خاص طور پر مردوں کے مسائل کو لے کر لکھے گئے ہیں۔'' ۳

صالحہ عابد حسین کے ناولوں کی تعداد نو ہے۔ ان کا پہلا ناول 'عذرا' ہے جو ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا، جس میں سماجی و معاشرتی مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے، ساتھ ہی ساتھ جنگ آزادی، مولانا محمد علی جوہر کی خلافت تحریک، سرسید کی تحریک، کانگریس کی تحریک، گاندھی کی آزادی تحریک کا احوال شامل ہے۔ اس ناول کی ہیروئن اپنے شوہر کے شانہ بشانہ کام کرنے کی خواہش رکھتی ہے۔ ان کے دیگر ناولوں میں 'یادوں کے چراغ'، 'آتشِ گل'، 'ساتواں آنگن'، 'اپنی اپنی صلیب'، 'راہِ عمل'، 'قطرے سے گوہر ہونے تک'، 'الجھی ڈور' اور 'گوری سوئے سیج پر' شامل ہیں۔ صالحہ کے ناولوں میں ہر طرح کے کردار ملتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو نئے زمانے کے ہوتے ہوئے بھی پرانی روایات اور قدروں سے جڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں سماج میں خواتین کے گرتے ہوئے مقام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی نیز اپنے خیالات و احساسات کو اپنی تحریروں کے ذریعے پیش کیا۔ ان کے ناولوں میں زمینی و حقیقی کردار ملتے ہیں جو انہی کے ارد گرد سانس لیتے ہیں۔ ان کی تحریریں ان خواتین کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو سکتی ہیں جو کسی اُجالے کی تلاش میں اپنی روح کو اندھیروں میں ڈبو دیتی ہیں۔ صالحہ عابد حسین کی زبان سادہ و سلیس اور دلکشی و لطافت سے پُر ہوتی ہے۔ ان کی بیشتر تحریروں میں اصلاح کا رنگ غالب ہے۔ ان کے ناول 'قطرے سے گوہر ہونے تک' میں انسانی رشتوں کی پختگی کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ سماج کی ایک کامیاب تصویر سامنے آجاتی ہے۔ اس ناول میں چھوٹے قصبوں اور شہروں کی زندگی، قدیم خاندانوں کی تباہ حالی، بوڑھوں کی قدامت پرستی اور نوجوان لڑکیوں کی ذہنی کیفیات کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ صالحہ عابد حسین عورت کی عزتِ نفس کی زبردست حامی ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق ہر عورت خود کو چاہے جانے کی چاہت رکھتی ہے اور یہ اس کا فطری حق ہے، جب وہ خود کو مرد کے لیے وقف کر دیتی ہے تو اس کے عوض میں مرد کی محبت اور وفا کی چاہت رکھنا ایک فطری امر ہے۔ وہ معاشرے میں عورت کے حقوق کی حامی اور اس کے بہتر مقام کی خواہاں تو ہیں لیکن آزادیِ نسواں کے نام پر ایسی آزادی ہرگز نہیں چاہتی جس میں عورت کی عزت و عصمت پامال ہو۔ ڈاکٹر کہکشاں پروین لکھتی ہیں۔۔۔۔۔

''صالحہ عابد حسین کو اس بات کا احساس ہے کہ ہندوستانی عورت جس مقام کی مستحق ہے وہ اسے آج تک نہیں ملا۔ لیکن وہ آزادیِ نسواں کے نعرے سے بھی متاثر نہیں ہیں۔ ان کے خیال میں ہندوستانی عورت اس سیلاب میں نہیں بہے گی، اخلاقی قدروں پر وہ ہمیشہ کاربند رہے گی۔ اس کے قدم بہک سکتے ہیں مگر ہمیشہ کے لیے نہیں۔ عورت، مذہب، اخلاق، خاندان اور ملک کو وہ کچھ دے سکتی ہے جو مرد کبھی نہیں دے سکتا۔ چنانچہ مردوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کا احترام کریں اور محض چار دیواری میں رہنے والی مخلوق نہ سمجھیں اور نہ آزادی کے نام پر اس کی عصمت و آبرو کو پامال کریں۔ مرد اور عورت زندگی اور سماج کے دو اہم کارکن ہیں، دونوں کا درجہ مساوی ہے۔'' ۴

صالحہ عابد حسین نے اپنے ناولوں میں نچلے اور متوسط طبقے کے لڑکے لڑکیوں کی نفسیات، ذہنی کیفیات، پرانی تہذیب اور رسم و رواج سے بیزاری، نئی تہذیب کی تقلید کی خواہش آخری ایام میں والدین کی تنہائی کے کرب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں خواتین کی ناول نگاری کا مختصر جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ابتداء تا حال خواتین کے مسائل بجز چند مسئلوں کے ہر دور میں کم و بیش ایک جیسے ہی رہے ہیں۔ اولین دور کی مصنفہ رشیدۃ النساء ہو یا عصرِ جدید کی نمائندہ ناول نگار صالحہ عابد حسین، ہر ایک نے ہر دور میں

ڈاکٹر آفاق
اصدر شعبہ

ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

عورت کے مسائل کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ ان ناول نگار خواتین نے اپنے حالات و مسائل کی ترجمانی کا بیڑہ خود ہی اٹھالیا ہے ان خواتین نے اپنے ناولوں میں عورت کی بے بسی اور مظلومیت کی داستانِ غم ہی نہیں سنائی بلکہ اپنی تحریروں کے ذریعے عورتوں کو حوصلہ بھی بخشا ہے۔ اپنے قلم کے ذریعے اصلاحِ معاشرہ کی پُر خلوص کوششیں بھی کی ہیں۔ تعلیمِ نسواں، حقوقِ نسواں اور آزادیِ نسواں جیسے سُلگتے موضوعات اور رجحانات کے تحت ناول لکھے ہیں جو نسائی ادب کا بیش بہا سرمایہ ہے۔

حوالہ جات:

۱) بہار میں اردو نثر کا ارتقا۔ ڈاکٹر سید مظفر اقبال۔ کتاب خانہ ترپولیا، پٹنہ سنہ ۱۹۸۰ء۔ (ص ۳۰۷)

۲) اصلاح النساء۔ رشیدۃ النساء۔ احمد برادرز، کراچی سنہ ۲۰۰۰ء۔ (ص ۵)

۳) سلسلۂ شب و روز (خودنوشت)۔ صالحہ عابد حسین۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی سنہ ۱۹۸۴ء۔ (ص ۴۱۵)

۴) صالحہ عابد حسین بحیثیت ناول نگار۔ ڈاکٹر کہکشاں پروین۔ فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی، اتر پردیش سنہ ۱۹۱۹ء۔ (ص ۱۰۲)

Dr. Afaque Anjum Shaikh
Head Dept. of Urdu, Arts Commerce & Science College,
Jalgaon (MS)

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ
صدر شعبہ اردو، آرٹس کامرس اینڈ سائنس کالج، جلگاؤں